رضی اللہ عنہم

اصحابی کا النجوم

تحریر: حافظ محمد قمر الزمان

جامعہ شیخ السلام
0300-6661755

لجپال لجپال
پیر سیالؒ
پیر سیالؒ

اعلامیہ

بھلوں کو بھلی
لاج

بحکم غریب نواز حضور امیر شریعت، نائب شیخ الاسلام خواجہ محمد حمید الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

مقام تقریب آستانہ مقدسہ سیال شریف

بوقت 12:30 بجے دن بتاریخ 19 ذیقعدہ 1440 ہجری مطابق 23 جولائی 2019ء بروز منگل

اشاعت وارث نسبت پیر سیال ضیاء چشت حضرت خواجہ محمد ضیاء الحق سیالوی سجادہ نشین آستانہ مقدسہ سیال شریف کے حکم سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد الرسل و خاتم النبين وعلىٰ اله واصحابه واولياء امته وعلماء ملته اجمعين وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين اما بعد!

الحمد للہ! ہم اہلسنت وجماعت اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور اس کی ذات وصفات میں کسی کو اس کا ہمسر نہیں ٹھہراتے۔ اللہ کریم کو تمام عیوب ونقائص سے منزہ ومبرا اور تمام عظمتوں کا مالک سمجھتے ہیں تمام کتب سماوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ حیات بعد از موت، حشر ونشر، جنت ودوزخ کو حق سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی ماننے کے ساتھ ساتھ تمام سابقہ انبیاء ورسل سے افضل واعلیٰ سمجھتے ہیں اور سابقہ تمام انبیاء ورسل پر ایمان رکھتے ہوئے ان کی تعظیم وتوقیر بجالاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام واہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بے پناہ محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہوئے انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں انہیں خلیفہ اول بلافصل خلیفۃ الرسول برحق مانتے ہیں۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ثانی برحق، حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین کو خلیفہ ثالث برحق اور مولائے مرتضیٰ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ رابع برحق مانتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان میں افضلیت تسلیم کرتے ہیں اور تمام صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی عزت وعظمت کے خلاف اشارے، کنائے یا صراحت کے ساتھ طعن وتشنیع کرنے والے کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں اور اسی طرح اہلبیت اطہار سے بغض رکھنے والے ہر شخص کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں۔ مشاجرات صحابہ میں کف لسان (خاموشی) اور ان کے فضائل ومناقب کے بیان کو شعار ایمان (نشانی) سمجھتے ہیں۔ یہ تمام عقائد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (۱) آئمہ اہل بیت اطہار، اجلہ تابعین (۲) آئمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ (۳) امام مالک (۴) امام احمد بن حنبل (۵) امام شافعی (۶) سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (۷) حضرت داتا گنج بخش (۸) حضرت امام غزالی (۹) شیخ محی الدین ابن العربی (۱۰) امام عبدالوہاب شعرانی (۱۱) شیخ فرید الدین عطار (۱۲) حضرت مجدد الف ثانی (۱۳) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۴)۔ حضرت الشاہ احمد رضا محدث بریلی (۱۵) حضرت شاہ ولی اللہ (۱۶) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۷) حضور خواجہ خواجگان بہار چشت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی (۱۸) قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (۱۹) اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اجلہ علماء ومشائخ سے ثابت ہیں ان عقائد کا مفصلاً تذکرہ اہلسنت کے عقائد کی کتب معتبرہ مثلاً فقہ اکبر، عقیدہ طحاویہ کتاب الابانہ، شرح العقائد النسفیہ وغیرہ میں موجود ہیں اور انہیں عقائد پر ماتریدیہ اور اشاعرہ کا اتفاق ہے۔ پوری امت کی طرح یہی عقیدہ مشائخ چشت علیہم الرضوان کا بھی ہے اور اسی عقیدے کو وقت کی اہم ضرورت سمجھتے ہوئے اعلامیہ کے طور پر آستانہ مقدسہ سیال شریف کی طرف سے شائع کیا جارہا ہے تاکہ مریدین ومتوسلین اور خلفاء اور عوام اہلسنت کے لئے سند رہے۔

۱. تکمیل الایمان ۲. الطرف ۳. فقہ اکبر ۴. مؤطا امام محمد ۵. السنت للخلال ۶. مرام الکلام ۷. غنیۃ الطالبین ۸. کشف المحجوب ۹. احیاء العلوم ۱۰. فتوحات مکیہ
۱۱. الیواقیت والجواہر ۱۲. منطق الطیر ۱۳. مکتوبات شریف ۱۴. تکمیل الایمان ۱۵. فتاویٰ رضویہ ۱۶. فتاویٰ عزیزیہ ۱۷. غذا المحبین ۱۸. مراۃ العاشقین ۱۹. انوار قمریہ ۲۰.

اعلامیہ پڑھنے کی سعادت پیر محمد معظم الحق معظمی سجادہ نشین خانقاہ معظم آباد شریف سرگودھا نے حاصل کی۔

نعت شریف

سرورِ کہوں کہ مالک مولیٰ کہوں تجھے — باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

گلزارِ قدس کا گل رنگیں ادا کہوں — درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

صبحِ وطن کے شامِ غریباں کو دوں شرف — بے کس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں — اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

بے داغ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں — بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا — یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے

اِس مردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں — تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

تیرے وصف عیب تناہی سے ہیں بری — حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثنا خواں کی خامشی — چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رِضاؔ نے ختمِ سخن اِس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

فہرست

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چراغ و مسجد و محراب و منبر
بوبکر و عمر، عثمان و حیدر

حضور نبی ﷺ جب اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو اسلام کے دشمنوں نے یہ سمجھا کہ اب دین اسلام کا خاتمہ ہو جائے گا۔

مگر حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو اپنی ایسی غلامی عطا کی تھی کہ آپ ﷺ کو یہ یقین تھا کہ میرے بعد میرے غلام ہمیشہ اس دین کو پھیلاتے رہیں گے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے اور انہوں نے حضور ﷺ کی سچی نیابت اور سچی غلامی کا حق ادا کیا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے تو انہوں نے بھی اسلامی تاریخ پر ایک باب رقم کر دیا۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی صحیح سمت کی طرف رہنمائی فرمائی مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو باغیوں نے سر اٹھایا۔

ان کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آپس میں لڑایا جائے اور اس قسم کی سازش کرتے رہے۔

مگر جنگ صفین اور جنگِ جمل کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن 40ھ میں صلح کر لی تو جو لوگ کل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے محبت کا دعویٰ کرتے تھے آج ان سے حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت نہ دیکھی گئی اور خارجیوں نے حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتل کا منصوبہ بنایا۔

اس کے بعد بھی ان کے انتقام کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی بلکہ انہوں نے امت میں فتنہ پھیلانا شروع کر دیا کہ:

1۔ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم (معاذ اللہ) بے وفا ہیں۔

2۔ باغ فدک پر خلفائے راشدین نے قبضہ کرلیا۔

3۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلبیت کے دشمن ہیں۔

4۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (معاذ اللہ) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تکلیفیں دیں۔ دوسرے بہت سارے شیطانی فتنے پھیلا کر اُمت مسلمہ میں نفرت اور انتشار پھیلانا شروع کر دیا۔ چنانچہ ہم نے مناسب سمجھا کہ آسان الفاظ میں ان اعتراضات کے قرآن و حدیث اور دشمن صحابہ کی کتابوں سے جوابات دیئے جائیں۔

شانِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا (فتح:29)

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے (ان کے اصحاب) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحمدل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔"

اس آیت مبارکہ میں چاروں خلفائے راشدین کی شان بیان کی گئی ہے۔ ان کے ساتھ والے سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ کافروں پر سخت سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپس میں رحم دل سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ رکوع اور سجود میں گرنے سے مراد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

دشمن صحابہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

حدیث: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دے رہے ہوں تو تم کہہ دو تمہاری اس شرارت اور بکواس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔
(مشکوٰۃ صفحہ 554 ترمذی جلد 2 صفحہ 226 از کتاب مقامات صحابہ صفحہ 81)

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دشمن اہلبیت کے دشمن ہیں

حدیث: دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم ہم اہلبیت سے محبت کا دعویٰ کرے گی مگر وہ ایسی نہ ہوگی کیونکہ وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہیں گے۔ یہ روایت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کچھ فرق کے ساتھ راویوں سے مروی ہے۔ (از کتاب: امیر معاویہ)

سوال 1: ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کا خلیفہ اول مانتے ہیں جبکہ کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ اول مانتے ہیں اس بارے میں قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے۔؟

جواب: الحمدللہ، پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور ﷺ کے خلیفہ اول ہیں اور اسی پر پوری دنیائے اسلام متفق ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے سلسلے میں احادیث مبارکہ

حدیث: بخاری اور مسلم نے جبیر بن معطمہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے بارگاہ رسالت ﷺ میں ایک خاتون آئی حضور ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا پھر آنا۔ ان خاتون نے کہا کہ اگر میں پھر آئی اور آپ ﷺ کو نہیں پایا (اگر آپ رحلت فرما گئے تب) تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آنا۔

(بخاری، مسلم، از کتاب: تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 124)

حدیث: ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک خاتون حضور ﷺ کے پاس آئی جو آپ ﷺ سے کچھ دریافت کرنا چاہتی تھی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ پھر آنا، اس نے کہا کہ اگر میں آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں اور حضور ﷺ کا وصال ہو چکا ہو۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو آئے اور مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آنا کہ میرے بعد وہی خلیفہ ہوں گے۔

(ابن عساکر، از کتاب: تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 124)

ان دونوں احادیث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اول ثابت ہوتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کتاب نہج البلاغہ سے

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے میں اس پر راضی ہوں اور اس کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ میں نے ان کی خلافت کا اعلان کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی اور اب میں ہی سب سے پہلے ان کی تکذیب کروں۔

(نہج البلاغۃ جلد اول صفحہ نمبر 104 / مطبوعہ مصر)

اس سے پتہ چلا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تسلیم کر لیا۔

سوال 2: بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت نہیں کی احادیث کی روشنی میں اس کا جواب دیں۔؟

جواب: بعض لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی میں یہ بات کرتے ہیں حالانکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیعت کی۔

حدیث: ابن سعد، بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو لوگ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جمع ہوئے ان لوگوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے اور دوسرے، بہت سے جید صحابہ موجود تھے۔

سب سے پہلے ایک انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا کہ:

''اے مہاجرین! آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب حضور ﷺ آپ حضرات میں سے کسی شخص کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تھے تو انصار میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کے معاملہ میں بھی ایک شخص مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصار میں سے ہو۔ پھر ایک دوسرے انصاری کھڑے ہوئے انہوں نے بھی اس قسم کی تقریر فرمائی۔

ان لوگوں کی تقریروں کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا۔ حضرات! کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ حضور ﷺ مہاجرین میں سے تھے۔ لہٰذا ان کا نائب اور خلیفہ بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا اور جس طرح ہم لوگ پہلے حضور ﷺ کے معاون و مددگار رہے اب بھی اسی طرح خلیفہ رسول اللہ کے مددگار رہیں گے یہ فرمانے کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اب یہ تمہارے آقا ہیں اور پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور پھر تمام انصار و مہاجرین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور ایک نگاہ ڈالی تو اس مجمع میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایا۔ فرمایا ان کو بلایا جائے۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ حضور ﷺ کے خاص صحابیوں میں سے ہیں مجھے امید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کوئی فکر نہ کریں۔ یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع پر ایک نظر ڈالی تو اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے۔ فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نہیں ہیں ان کو بھی بلایا جائے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کے اے ابوطالب کے صاحبزادے! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور علیہ السلام کے چچا زاد بھائی اور ان کے داماد ہیں مجھے امید ہے کہ آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں ہماری مدد کریں گے۔ انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کچھ فکر نہ کریں۔ یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی۔ (ابن سعد، حاکم، بیہقی، صفحہ نمبر 10,9,8)

دلیل: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا ہوتا یا وعدہ کیا ہوتا کہ میرے بعد تم خلیفہ بلافصل ہو گے تو میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کے منبر کی نیچی سیڑھی پر بھی قدم نہ رکھنے دیتا۔

(از کتاب: خلفائے راشدین صفحہ 82)

دلیل: مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے بڑھایا تو پھر کون شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے کر سکتا ہے۔ (از کتاب: خلفائے راشدین صفحہ 10)

سوال 3: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (معاذ اللہ) دشمنوں کے غلبہ کی وجہ سے بطورِ تقیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بات ان کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ ہیں جو پورے پورے لشکر کو اکیلے شکست دے دیتے۔ خیبر کے موقعہ پر چالیس آدمیوں کا کام اکیلے مولا علی شیر خدا نے کیا۔

کیا وہ شیر خدا کسی کے دباؤ میں آ سکتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کا شیر حق بات کہنے سے (معاذ اللہ) ڈر جائے یہ ناممکن ہے۔

دوسری دلیل: جس شیر خدا کے بیٹے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خون سے لہولہان ہو کر، اپنے گھرانے کو لٹا کر ایک ظالم کی بیعت نہ کی۔

کیا ان کے والد شیر خدا (معاذ اللہ) بزدل تھے۔ کیا انہوں نے (معاذ اللہ) ڈر اور خوف کی وجہ سے بیعت کر لی۔

نہیں بلکہ وہ جانتے تھے کہ جسے حضور ﷺ نے چن لیا۔ اس کی بیعت کرنا ہمارا ایمان ہے۔

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہے۔

دلیل: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ (شیعہ حضرات کی کتاب: جلاء العیون صفحہ 150)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب نہج البلاغۃ سے ثابت کرتے ہیں

نہج البلاغۃ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ جن لوگوں نے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کی۔ انہیں لوگوں نے میری بیعت کی ہے اب کسی حاضر یا غائب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کی مخالفت کرے۔ بے شک شوریٰ مہاجرین و انصار کا حق ہے اور جس شخص پر جمع ہو کر یہ لوگ اپنا امام بنالیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی اسی میں ہے۔

(کتاب نہج البلاغۃ دوسری جلد صفحہ نمبر 8، مطبوعہ مصر)

نہج البلاغۃ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ہے اور جس کی لکھی ہوئی کتاب میں یہ ہو کہ جس نے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کی اس نے میری بیعت کی۔

اب کسی شک کی گنجائش نہیں اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر وعمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راضی تھے۔ اب لوگ کچھ بھی کہیں۔ چار یاروں کی آپس میں ایسی محبت تھی۔ جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔

سوال 4: کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ثابت کرنے کیلئے یہ حدیث لاتے ہیں جس کا مفہوم یوں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''کہ میں اس کا مولیٰ ہوں جس کے علی مولیٰ ہیں'' اس کا جواب دیں؟

جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس حدیث مبارکہ پر ہمارا ابھی ایمان ہے تبھی تو ہم اہلسنت وجماعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولا علی شیر خدا کہتے ہیں۔

دلیل: اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان مولائی بیان کی گئی ہے اور مولا کا مطلب مددگار کے ہوتا ہے۔ اس حدیث میں خلافت کا کہیں ذکر واضح نہیں۔

جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر سینکڑوں حدیثیں واضح طور پر موجود ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہیں۔

عقلی دلیل: قانون قدرت دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی ترتیب بنائی کہ ایک کا وصال ہوا تو دوسرا عالم اسلام کی سرپرستی کے لئے تیار، دوسرے کے وصال کے بعد تیسرے خلیفہ تیار کیے بعد دیگرے مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے حضور ﷺ کے وصال کے بعد اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسند خلافت پر بٹھا دیا جاتا تو ان تینوں خلفاء کی باری کیسے آتی۔

شیعہ حضرات کی کتاب سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرنا ثابت کرتے ہیں

شیعہ حضرات کی کتاب احتجاج طبرسی میں علامہ طبرسی شیعہ عالم لکھتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

(کتاب: احتجاج طبرسی صفحہ نمبر 54)

سوال 5: حضور ﷺ نے اپنے وصال کے وقت ارشاد فرمایا کہ میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو ایسا کرنے سے روک دیا شیعہ حضرات کا اعتراض یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لکھنے سے مراد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روک دیا اس کا جواب دیں؟

جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو لکھنے سے اس لئے روکا کہ حضور ﷺ سخت علیل ہیں اور اس حالت میں حضور ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہیں۔

دلیل: دوسری بات یہ ہے کہ کسی کے روک دینے سے کیا نبی علیہ السلام اپنا پیغام امت تک نہیں پہنچائیں گا؟ یہ تو حضور ﷺ پر (معاذ اللہ) بہتان ہے اور حضور ﷺ پر بہتان اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔ نہیں بلکہ نبی ﷺ، اللہ تعالیٰ کے پیغام کے امین ہیں۔ حضور ﷺ نے نا صرف اللہ تعالیٰ کا ہر پیغام بندوں تک پہنچایا بلکہ اس کا حق بھی ادا کر دیا۔

سوال6: کچھ لوگ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت یہ لوگ (معاذ اللہ) حضور ﷺ کے جسم مبارک کو چھوڑ کر خلافت کے چکر میں پڑ گئے تھے اور حضور ﷺ کے جسم مبارک کی تدفین میں تین دن تاخیر کی؟

جواب: دلیل: جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو نفاق نے سر اٹھایا، عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے، منکرین زکوٰۃ کا مسئلہ ہوا اور انصار نے بھی علیحدگی اختیار کر لی۔ اتنی مشکلیں جمع ہو گئیں کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ پہاڑ پر بھی پڑتیں تو وہ بھی اس وزن کو برداشت نہ کر سکتا۔ لیکن اللہ اکبر، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکمت عملی سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جو صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک لمحہ بھی حضور ﷺ سے جدا نہیں رہ سکتے تھے۔ آج وہ غم سے نڈھال ہیں۔ ان سب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حوصلہ دیا۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ کی تدفین میں تاخیر ہوئی۔

دلیل: حضور اقدس ﷺ کا جنازہ انور اگر قیامت تک کھلا رہتا تو اصلاً کوئی خلل واقع نہ ہوتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ قرآن گواہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انتقال کے بعد کھڑے رہے سال بعد دفن ہوئے مگر نورانیت میں فرق نہ آیا تو جو رسول، حضرت سلیمان علیہ السلام کے بھی امام ہوں ان کا جسم مبارک کیسے بگڑ سکتا ہے۔

دلیل: حضور ﷺ کا جنازہ انور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں تھا۔ جہاں اب مزارِ مبارک ہے۔ اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس نماز سے مشرف ہونا تھا ایک جماعت آتی اور درود وسلام پڑھتی اور باہر چلی جاتی۔ پھر دوسری جماعت آتی یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا اگر تین برس میں یہ سلسلہ ختم ہوتا تو جنازہ مبارک یوں ہی نور سے جگمگاتا رہتا۔ اسی صلوٰۃ وسلام کی

وجہ سے تاخیر ضروری تھی۔

عقلی دلیل: شیطان کے نزدیک اگر یہ لالچ کے سبب تھا تو سب سے بڑا الزام تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہے۔ یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام تو ویسے یہ گھر والوں کے ذمے ہوتا ہے یہ کیوں تین دن بیٹھے رہے، یہ تدفین فرما دیتے کر دیتے۔ معلوم ہوا کہ یہ الزام غلط ہے کیونکہ جنازہ انور کی تدفین میں تاخیر دینی مصلحت تھی۔ جس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اتفاق ہے۔

سوال 7: باغِ فدک کیا ہے؟

جواب: باغِ فدک حضور ﷺ کے زمانے کا ایک باغ ہے۔ جس کی آمدنی بنو ہاشم، مجاہدین کے لئے سامان گھوڑے، تلواریں وغیرہ دیگر اسلامی کاموں پر خرچ ہوتی تھی۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور ﷺ کے وصال کے بعد باغِ فدک کا حصہ نہیں دیا اور ان کو ناراض کر دیا؟

جواب: حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باغِ فدک سے حصہ طلب کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہایت ہی ادب واحترام سے حضور ﷺ کی حدیث سنائی۔

حدیث: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء علیہم السلام کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ 550، خلفائے راشدین)

حدیث: حضور ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد جب ازواجِ مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ حضور ﷺ کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کروائیں تو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔

(مسلم شریف دوسری جلد صفحہ نمبر 91)

عقلی دلیل: تم لوگ کہتے ہو کہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے باغِ فدک سے حصہ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیا لیکن جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا اب تو وہ گھر کے آدمی تھے باغِ فدک سے حصہ دے دیتے؟ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد چھ مہینے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ حکومت آیا وہ باغ دے دیتے؟ ان میں سے بھی کسی نے ازواجِ مطہرات کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد کو باغِ فدک میں سے حصہ نہ دیا۔ اور کیسے دیتے کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ حضور ﷺ کا ورثہ علم ہے اس کے وارث علماء ہیں۔ باقی جہاں قرآن وحدیث میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی وراثت کا ذکر ہے اس سے مراد علم، شریعت اور نبوت ہے کوئی مال ودولت نہیں ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جتنی فکر باغِ فدک کی اہلبیت کو نہیں اس سے زیادہ فکر دشمن صحابہ کو ہے۔

سوال 9: غار والی آیت جس کا ترجمہ یہ ہے: ''دو جان، جب وہ دونوں تھے غار میں۔ جب نبی ﷺ نے کہا اپنے ساتھی سے تو غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اتاری اپنی تسکین اس پر۔''

اعتراض: سب سے پہلا اعتراض یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں حضور ﷺ کے ساتھ نہ تھے؟

جواب: بخاری شریف جلد اول صفحہ 515، تفسیر کبیر چوتھی جلد صفحہ نمبر 437 میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ غارِ ثور میں تین دن رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ تھے۔

(بخاری شریف از کتاب، مقاماتِ صحابہ)

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب حیات القلوب دوسری جلد صفحہ 321 پر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ اللہ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے تمہارے قتل کا مشورہ کرلیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آج اپنے بستر پر سلا دو اور یہ بھی حکم دیتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر غار میں چلے جاؤ۔

سوال10: دوسرا اعتراض حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لئے غار میں جانے کا حکم ملا تا کہ (معاذ اللہ) وہ کافروں کی جاسوسی نہ کرسکیں؟

جواب: اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے دشمن اور کافروں کے جاسوس ہوتے تو راستے میں ہی حضور ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کرتے مگر نہیں ان کا تکلیفوں کو اٹھا کر، حضور ﷺ کی خدمت کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ عاشق اکبر ہیں۔

سوال: تیسرا اعتراض حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ لوگ تو انہیں خلیفۃ الرسول کہتے ہو۔ ان کو تو غارِ ثور میں اپنی جان کا خوف تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو تو خوف نہیں ہوتا؟

جواب: ارے نادانو! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جان کا تھوڑا خوف تھا بلکہ ان کو تو یہ ڈر تھا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے تاجدار کائنات ﷺ کو کوئی صدمہ نہ پہنچے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے آقا ﷺ کو کوئی صدمہ پہنچے۔

دلیل: حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں غمگین ہوئیں قرآن گواہ ہے۔

دلیل: حضور ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر یہ فرمایا کہ اے ابراہم ہم تیرے فراق میں غمگین ہیں۔

دلیل: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام جب فرعون کو تبلیغ کرنے گئے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ اے ہمارے رب عزوجل ہمیں خوف ہے کہ وہ کہیں ہم پر غالب نہ آجائے یا ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو **اِنَّنِیْ مَعَکُمَا** کہہ کر مطمئن کر دیا تھا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے بھی اپنے یارِ غار کو **اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** کہہ کر تسلی دے دی۔ اگر شیعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف کا الزام لگاتے ہیں تو پھر خوف کا الزام انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی آئے گا اور انبیاء علیہم السلام پر الزام کفر ہے۔

سوال 12: گزشتہ آیت کا جو ترجمہ پیش کیا گیا اس میں جو تسکین کا ذکر ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کے لئے ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نہیں؟

جواب: عقل کا تقاضا یہ ہے کہ تسکین اس کو دی جاتی ہے جس کو غم ہو اور غارِ ثور میں غم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھا۔ چنانچہ تسکین بھی انہی پر نازل کی گئی۔ میرے آقا ﷺ تو بالکل مطمئن تھے۔

(مقاماتِ صحابہ)

سوال 13: چوتھا اعتراض حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو کندھوں پر اُٹھا کر ہجرت کی رات لے گئے مگر فتح مکہ میں کعبہ سے بت توڑنے کے وقت جب حضور علیہ السلام کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ اُٹھا سکے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسے اٹھالیا؟

جواب: یہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جس کو چاہے عطا کردے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت و نیابت کو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر نازل فرمایا کہ میری خلافت کے بوجھ کو اٹھالو مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

مگر ایک انسان نے اس بوجھ کو اُٹھالیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور ﷺ کو نہ اٹھا سکے اور ہجرت کی رات اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اتنی قوت پیدا کر دی کہ انہوں نے بارِ نبوت کو اٹھالیا۔

(از کتاب: مقاماتِ صحابہ)

اب شیعہ حضرات کی کتاب سے

شیعہ مولوی ملا باذل، ایرانی اپنی کتاب حملہ حیدری میں لکھتا ہے:

"کہ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں اتنی طاقت پیدا کر دی گئی کہ انہوں نے بارِ نبوت کو اُٹھالیا۔"

سوال 14: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدیق لقب پر کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں؟

جواب: ہم اہلسنت و جماعت کے یہاں کئی حدیثیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدیق ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے معراج النبی ﷺ کی تصدیق کی۔

شیعہ حضرات کی کتابوں سے تصدیق

شیعہ حضرات کی کتاب جس کا نام کشف الغمہ ہے جس کے صفحہ نمبر 220 مطبوعہ ایران میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ تلوار کو چاندی سے مرصع کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: جائز ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی سے مرصع کیا ہوا تھا۔

سوال کرنے والے نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیا آپ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کہتے ہیں؟

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اور تین بار اپنی جگہ سے اٹھ کر فرمایا:

وہ صدیق ہیں۔ وہ صدیق ہیں۔ وہ صدیق ہیں اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے یعنی اس کے دین و ایمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

فائدہ: اگر تم امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صادق یعنی سچا مانتے ہو تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق ماننا پڑے گا ورنہ امام جعفر صادق کی صداقت پر الزام ہوگا۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لئے بھی صدیق کہا گیا کہ آپ نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق سب سے پہلے کی۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ (زمر:33)

''کہ جو شخص آیا حق اور سچ کے ساتھ وہ رسول ہیں جس نے تصدیق کی۔''

جس نے تصدیق کی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر مجمع البیان آٹھویں جلد صفحہ نمبر 498 میں علامہ طبرسی نے بھی اس آیت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہونا لکھا ہے۔

اب کیا اپنی کتابوں کا بھی انکار کرو گے۔

سوال15: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک لقب حدیث کے مطابق عتیق یعنی آزاد ہے شیعہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ غلام تھے انہیں آزاد کیا گیا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عتیق حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ پھر اسی دن سے وہ عتیق کے نام سے پکارنے جانے لگے۔ (ترمذی شریف جلد اول صفحہ نمبر 208)

دلیل: پوری دنیا جانتی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے مالدار تھے کہ انہیں کیا

کوئی غلام بنائے گا بلکہ وہ تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کرا کے بارگاہِ رسالت ﷺ میں لائے تھے۔

شیعہ کی معتبر تفسیر مجمع البیان جلد اول صفحہ نمبر 502-501 پر علامہ طبرسی لکھتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے والے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عامر بن فہیرہ اور دیگر۔

ان سب باتوں سے پتہ چلا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلامی سے آزاد نہیں بلکہ جنتی ہیں جہنم سے آزاد ہیں۔

سوال 16: بعض لوگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں نہیں تھیں؟

جواب: حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

صفحہ نمبر 105، ابن عساکر کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ آسمانوں پر بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب دو نور والا ہے اور حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں کی بدولت حضور ﷺ کے داماد ہیں۔ (کتاب مقاماتِ صحابہ)

شیعہ حضرات کی کتاب سے

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب حیات القلوب دوسری جلد صفحہ نمبر 588، مطبوعہ ایران۔ میں شیعہ عالم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے حضور ﷺ کے لئے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا گیا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ابوالعاص سے کر دیا گیا اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا گیا اور ابھی وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر نہ گئی تھیں کہ فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔

ان دونوں کتابوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ فضیلت حاصل ہے جو دنیا میں کسی کو نہیں۔

سوال 17: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم ہونے کے باوجود وہ خلافت سے دستبردار کیوں نہ ہوئے؟

جواب: حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا پس لوگ تجھے وہ قمیص اتارنے کو کہیں گے تو ہرگز نہ اتارنا یعنی خلافت و نیابت تجھے عطا ہو گی اور لوگ تجھ سے اس منصب سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کریں گے مگر دستبردار نہ ہونا۔

(مشکوٰۃ، ترمذی دوسری جلد صفحہ نمبر 212)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن کی حضور ﷺ نے نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک آدمی کا جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے لیکن حضور ﷺ نے اس کا جنازہ نہ پڑھایا۔ غلاموں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اس سے پہلے تو ہم نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کا جنازہ نہ پڑھایا ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نفرت رکھتا تھا۔ گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے نفرت رکھتا ہے اگر نفرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کفر ہے تو نفرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کفر ہے۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 212 / مقاماتِ صحابہ ص 321)

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دینے والا خنزیر کی شکل میں

حضرت شیخ عبد الغفار القومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک آدمی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اس کو بیوی اور لڑکوں نے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل خنزیر کی کردی اور اس کی گردن میں زنجیریں پڑگئیں۔ اس کا لڑکا لوگوں کو دکھاتا پھرتا تھا۔ شیخ عبد الغفار القومی فرماتے ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا ہے کہ وہ خنزیر کی طرح چیختا تھا۔ (عمدۃ التحقیق صفحہ 226 / مقاماتِ صحابہ ص 182)

سوال 18: جنگ جمل اور جنگ صفین کیا ہیں جس کا سہارا لیکر بعض لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو (معاذ اللہ) گالیاں دیتے ہیں؟

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ سے ہوتے ہوئے بصرہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا (یعنی قصاص طلب کیا) جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے۔ بصرہ راستے ہی میں پڑتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا قصاص نہ لے سکے۔ یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آمنا سامنا ہوا اور یہاں جنگ ہوئی۔ یہ لڑائی جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔

اس کے علاوہ دونوں طرف کے تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ یہ واقعہ جمادی الآخر سن 36ھ میں پیش آیا۔ بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پندرہ روز قیام کیا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 261)

جنگ صفین

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوفہ پہنچنے کے بعد آپ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خروج کر دیا ان کے ساتھ شامی لشکر تھا۔ کوفہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑھے اور صفین کے مقام پر ماہ صفر سن 37ھ میں خوب معرکہ آرائی ہوئی اور لڑائی کا یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔ آخر کار حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غور وفکر کے بعد شامیوں نے قرآن مجید نیزوں پر بلند کر دیئے اور بلند آواز سے پکارا کہ ہمارے درمیان اب اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی فیصلہ کرے گی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر قرآن مجید کو نیزوں پر لٹکا ہوا دیکھ کر جنگ سے دستبردار ہو گیا اور لشکریوں نے اپنی تلواریں میانوں میں کر لیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ قرآن کو نیزوں پر بلند کرنے سے آپ کا کیا مقصد ہے؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی ہماری طرف سے اور ایک شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مقرر ہو جائے۔ جو میرے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان قرآن کے مطابق فیصلہ کرے اور تمام لوگ اس تحکیم کو منظور کر لیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے۔ دونوں حضرات نے ایک معاہدہ تحریر کیا کہ آئندہ سال مقام ازرح میں جمع ہو کر اصلاح امت کے بارے میں گفتگو کی جائے گی۔

اس معاہدہ کے بعد دونوں طرف کے لوگ اپنے اپنے مقام پر چلے گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ تشریف لے گئے۔ (تاریخ

الخلفاء صفحہ نمبر 261)

پوری امت کے علماء ومحدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ جنگ غلط فہمی کی بناء پر ہوئی اس لئے دونوں طرف سے مارے جانے والے لوگ شہید ہیں۔ کیوں یہ جنگ بغض، نفرت، عداوت کی بناء پر نہ تھی۔

سوال 19: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض یہ ہے کہ خون کا بدلہ ہر شخص تو نہیں مانگتا صرف مقتول کے ولی کو حق ہے پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حق تھا؟

جواب: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے اور خلیفہ عام رعایا کا ولی ہوتا ہے۔ بادشاہ اسلام کے خون کے قصاص کا مطالبہ ہر مسلمان کر سکتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نسبی لحاظ سے بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولی تھے۔ کیوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ترین رشتہ دار تھے۔ اس لئے کہ امیہ بن شمس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملتے ہیں۔ (از کتاب، امیر معاویہ صفحہ نمبر 72)

سوال 20: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض یعنی نفرت رکھتے تھے تبھی تو ان سے جنگ کی؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں عین جنگ کے زمانے میں حضرت عقیل ابن ابی طالب یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پہنچ گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا بہت ادب واحترام کیا۔ ایک لاکھ روپے نذرانہ پیش کیا اور ایک لاکھ روپے سالانہ ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ اس دوران حضرت عقیل فرمایا کرتے تھے کہ دین علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے۔ (صواعق محرقہ/کتاب، امیر معاویہ صفحہ 18)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نفرت ہوتی تو وہ ہرگز اُن کے بھائی کی خدمت نہ کرتے اور وہ بھی جنگ کے دور میں ہو ہی نہیں سکتا۔

دلیل: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک شاعر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں قصیدہ پڑھا جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حد تعریف تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شعر پر جھوم جھوم کر فرماتے تھے کہ واقعی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی ہیں اور قصیدے کے ختم کرنے پر شاعر کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات ہزار اشرفیاں انعام دیں۔

کسی نے پوچھا کہ اے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے محبت کرنے والے ہیں تو پھر ان سے جنگ کیوں کر رہے ہیں۔ جواب دیا وہ مذہبی جنگ نہیں ملکی معاملات کی جنگ ہے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کی۔

(کتاب النا ہیہ، کتاب امیر معاویہ صفحہ نمبر 18)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نفرت ہوتی تو وہ شاعر کو خاموش کرا دیتے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاعر کو انعام دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتے ہیں۔

سوال 21: بعض لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے ہزار ہا مسلمانوں کا خون بہایا نہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرتے نہ مسلمانوں کا اتنا خون بہتا؟

جواب: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جنگ غلط فہمی کی بناء پر ہوئی اور دونوں طرف کے مسلمان حق پر تھے لہٰذا دونوں طرف سے مارے جانے والے شہید ہیں۔

''مسلمانوں کے قتل کی تین صورتیں ہیں''

1۔اس لئے اسے قتل کرنا کہ یہ مسلمان کیوں ہوگیا یہ کفر ہے۔

2۔ مسلمان کو دنیاوی عناد اور ذاتی دشمنی کی وجہ سے قتل کرنا یہ فسق اور گناہ ہے۔

3۔ غلط فہمی کی بنیاد پر مسلمانوں میں جنگ ہو جائے اور مسلمان مارے جائیں یہ غلط فہمی ہے نہ فسق نہ کفر ہے اس تیسری قسم کے لئے یہ آیت ہے۔

وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا

''اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کر بیٹھیں تو ان میں صلح کرادو۔''

(حجرات:1)

اس آیت میں جنگ کرنے والی دونوں جماعتوں کو مسلمان قرار دیا گیا۔

(کتاب،امیر معاویہ صفحہ نمبر:64)

حضرت علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جنگ بھی اس تیسری قسم میں داخل ہے لہٰذا حضرت علی یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں بکواس کرنا سخت گناہ ہے۔

عقلی دلیل: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگاتے ہو کہ انہوں نے مسلمانوں کو قتل کرایا۔ یہ الزام خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ جیسے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ساتھی شہید ہوئے۔ ویسے ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں صحابی رسول حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید ہوئے۔ (کتاب امیر معاویہ صفحہ:64)

مگر نہیں ہمیں دونوں کا ادب کرنا چاہئے دونوں ہمارے ایمان میں داخل ہیں۔ایک داماد رسول ہے دوسرا کاتب وحی ہے جس طرح ہماری تلواریں خاموش رہیں اسی طرح ہماری زبانیں بھی خاموش رہنی چاہئیں۔

سوال 22: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے

کہ وہ اہلبیت کے دشمن تھے؟

جواب: اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلبیت کے دشمن ہوتے تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے کبھی صلح نہ کرتے۔

دلیل: حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کہ میرا بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے گا۔

اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح فرما کر ہزارہا مسلمانوں کا خون بچالیا۔ پھر جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر لی تب حضرت معاویہ امیر المؤمنین برحق ہوئے یہ ہی مذہب اہلسنت ہے۔ (از کتاب: امیر معاویہ صفحہ نمبر 21)

سوال23: بعض لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ اہل بیت کی دشمن تھیں؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنگ جمل میں شکست دی اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوار تھیں گرادیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں گرفتار نہ کیا بلکہ احترام کے ساتھ والدہ محترمہ سا ادب فرماتے ہوئے مدینہ واپس پہنچادیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے مال پر قبضہ نہ کیا نہ ان کے سپاہی پر کوئی سختی فرمائی۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دشمنوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیا کہ آپ نے دشمن پر قبضہ پا کر اسے چھوڑ دیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بحکم قرآن ہماری ماں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (احزاب:6)

''نبی (ﷺ) کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔''

اور ماں قرآن کے حکم سے بیٹے پر حرام ہے اور لونڈی مولیٰ پر حلال ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ ''تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں۔'' (نساء:23)

اگر تم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ماں نہیں مانتے تو کافر اور اگر ماں مان کر لونڈی بنا کر رکھنا جائز سمجھتے ہو تو بھی کافر۔ (صواعق محرقہ: کتاب امیر معاویہ صفحہ 17)

عقلی دلیل: اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نفرت ہوتی تو وہ اس وقت تلوار کے ایک ہی وار سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قتل کر دیتے مگر یہ تلوار کیوں نہ چلی اور کیسے چلتی جنگ حق پر تھی۔ نفرت اور دشمنی پر نہ تھی۔

(کتاب امیر معاویہ صفحہ نمبر:17)

سوال 24: بعض لوگ جھوٹی حدیث گھڑتے ہیں کہ ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کندھوں پر یزید کو لے جا رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جہنمی پر جہنمی سوار ہے (معاذ اللہ)...... معلوم ہوا کہ یزید بھی دوزخی اور امیر معاویہ بھی دوزخی (نعوذ باللہ)؟

جواب: ماشاء اللہ یہ ہے دشمن صحابہ کی تاریخ پر نظر اور یہ ہے ان کی نادانی کا حال۔

دلیل: یزید کی پیدائش حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں ہوئی۔ دیکھو کتاب جامع ابن اثیر اور کتاب النا ہیہ وغیرہ۔

حضور علیہ السلام کے زمانہ میں یزید کو پیدا کر دیا گیا عالم ارواح سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر کود کر آ گیا۔ (لاحول ولاقوۃ) (کتاب امیر معاویہ صفحہ:88)

سوال 25: بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے بددعا دی، چنانچہ مسلم شریف کی حدیث لاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار مجھے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاؤ میں بلانے گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے، میں نے آ کر یہ عرض کر دیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ امیر معاویہ کو بلاؤ جب میں گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کھا رہے ہیں تو فرمایا ان کا پیٹ نہ بھرے اور حضور علیہ السلام کی دعا بھی قبول ہے بددعا بھی، چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السلام کی بددعا لگی ہے اس کا جواب دیں؟

جواب: اعتراض کرنے والے نے اس حدیث کو سمجھنے میں غلطی کی، کم از کم اتنی ہی بات سمجھ لی ہوتی کہ جو حضور علیہ السلام گالیاں دینے والوں کو معاف کر دیتے وہ حضور علیہ السلام اس موقعہ پر حضرت امیر معاویہ کو بلاقصور کیوں بددعا دیتے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہا بھی نہیں کہ آپ کو سرکار ﷺ بلا رہے ہیں صرف دیکھ کر خاموش واپس آئے اور حضور علیہ السلام سے واقعہ عرض کیا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ کوئی قصور تھا نہ کوئی خطا اور حضور علیہ السلام یہ بددعا دیں یہ ناممکن ہے۔

اب اعتراضات کے جوابات سنتے ہیں کہ عرب میں محاورۃً اس قسم کے الفاظ پیار و محبت کے موقعہ پر بھی بولے جاتے ہیں ان سے بددعا مقصود نہیں ہوتی۔

مثلاً: تیرا پیٹ نہ بھرے، تجھے تیری ماں روئے وغیرہ کلمات غضب کے لئے نہیں بلکہ کرم کے لئے ارشاد ہوئے ہیں اور اگر مان بھی لیا جائے کہ سرکار علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بددعا دی تو بھی یہ بددعا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نتیجے میں رحمت نبی اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا بھرا اور اتنا مال دیا کہ انہوں نے سینکڑوں کا پیٹ بھر دیا۔ ایک ایک شخص کو بات بات پر لاکھوں لاکھوں روپیہ انعام دیئے کیونکہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے عہد لیا تھا کہ مولیٰ عزوجل اگر میں کسی مسلمان کو بلاوجہ لعنت یا بددعا کروں تو اسے رحمت اجر اور پاکی کا ذریعہ بنا دینا۔

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب الدعوات میں حدیث ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ اے اللہ تعالیٰ جس کسی کو برا کہہ دوں تو قیامت میں اس کے لئے اس بددعا کو قرب کا ذریعہ بنا۔ (بحوالہ مسلم شریف)

اب سمجھ میں آ گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لگائے گئے سارے الزامات بے بنیاد ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب وحی، عاشق رسول ﷺ اور جید صحابی ہیں۔

سوال 26: شہدائے کربلا کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اہل بیت کی دشمنی کا الزام لگایا جاتا ہے حالانکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبِّ اہلبیت تھے؟

جواب: اس سوال کا جواب مسلک اہلسنت کی سینکڑوں کتابوں میں موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اہلبیت سے سچی محبت کرتے تھے لیکن اس کا جواب ہم شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں سے دیتے ہیں۔

شیعہ مولوی ملا باقر مجلسی کتاب جلاء العیون میں لکھتا ہے کہ:

"حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال کے وقت یزید کو یہ وصیت فرما گئے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس ان کی نسبت حضور علیہ السلام سے ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ حضور علیہ السلام کے بدن کے ٹکڑے ہیں حضور علیہ السلام کے گوشت وخون سے انہوں نے پرورش پائی

ہے مجھے معلوم ہے کہ عراق والے ان کو اپنی طرف بلائیں گے اور ان کی مدد نہ کریں گے۔ تنہا چھوڑ دیں گے اگر ان پر قابو پالے تو ان کے حقوق کو پہچاننا ان کا مرتبہ جو حضور علیہ السلام سے ہے اس کو یاد رکھنا خبردار ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔'' (جلاء العیون جلد دوم صفحہ 421,422)

صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو یہ وصیت فرمائی:

''کہ اے بیٹا! ہوس نہ کرنا اور خبردار جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو، تو تیری گردن میں حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا خون نہ ہو۔ ورنہ کبھی آسائش نہ دیکھے گا اور ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔''

غور کیجئے! حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یزید کو یہ وصیت کر رہے ہیں کہ ان کی تعظیم کرنا بوقت مصیبت ان کی مدد کرنا۔ اب اگر یزید پلید اپنے والد کی وصیت پر عمل نہ کرے تو اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا قصور؟

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان کوئی دشمنی نہ تھی۔ رہا مسئلہ یزید کا تو حضرت محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یزید کو فاسق ظالم اور شرابی لکھتے ہیں۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید پلید کو کافر لکھا ہے اور اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ یزید پلید، شرابی، ظالم اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا ذمہ دار ہے لیکن اس کے بدلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام کرنا یہ کونسی دیانت ہے۔

سوال نمبر 27: بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں نہیں بلکہ ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں حالانکہ ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں ہیں قرآن وحدیث سے ثابت کریں؟

جواب: ہم اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں ہیں۔
1۔ حضرت زینب، اُم کلثوم، رقیہ، فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اب قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ایک نہیں متعدد صاحبزادیاں ہیں۔

وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ (احزاب:59)

''اور صاحبزادیوں اور عورتوں سے فرمادو۔''

ہمیشہ بَنٰتِکَ دو سے زائد یعنی جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اب شیعہ حضرات کی کتاب سے:

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب اصول کافی جلد اول صفحہ 439 میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور بعثت سے پہلے جناب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زینب واُم کلثوم ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں اور بعد از بعثت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

سوال 28: بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی صرف ایک زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں حالانکہ ہم اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

جواب: حضور علیہ السلام کی گیارہ ازواجِ مطہرات ہیں اسی پر پوری اُمت مسلمہ کا اجماع ہے۔

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ (الاحزاب:28)

''آپ فرمادیجئے اپنی بیبیوں کو۔''

اس آیت مبارکہ میں زوج کی جمع ازواجک فرمایا گیا جو دو سے زائد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی ساری ازواج اہلبیت ہیں ان میں سے کسی سے بھی

بغض یعنی نفرت رکھنا حضور علیہ السلام سے نفرت رکھنا ہے۔

صحابہ کرام اور اہلبیت کی آپس میں محبت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپس میں محبت

دلیل: حضرت قیس بن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر مسکرائے۔ حضرت علی نے ان سے مسکرانے کا سبب پوچھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ:

پل صراط سے وہی سلامتی سے گزرے گا جس کو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرچی دیں گے۔

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مسکرائے اور فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھے مبارک نہ دوں؟

فرمایا کیسی؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو پرچی دے گا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے گا۔

(ریاض النظرہ جلد اول صفحہ نمبر 184، نزہت المجالس دوسری جلد صفحہ نمبر 184، از کتاب مقامات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اب پل صراط پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن کیا کریں گے؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کرایا:

دلیل: شیعہ حضرات کی کتاب حملہ حیدری میں شیعہ مولوی باذل ایرانی صفحہ 60,61 پر یوں لکھتا ہے:

جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوان ہوئیں تو ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے عرض کی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری بیٹی کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، حضور علیہ السلام نے وہی جواب دیا۔

کچھ دن گزرنے کے بعد یہ دونوں یعنی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص الخاص دوستوں نے کہا: اے اسلام کی انجمن کی شمع کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کی خواہش کرو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یاروں، ساتھیوں اور دوستوں نے کہا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معاملے میں اپنے دل میں کوئی خطرہ پیدا نہ کرو۔ بے دھڑک اور بے خوف و خطر جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنے لئے رشتہ طلب کرو کیونکہ تمہارا حضور علیہ السلام سے اور بھی تعلق اور رشتہ ہے پھر تین دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے رہے اور عرض کرتے رہے تین دن کے بعد۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر حضور علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ، آپ کو حکم دیتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردو۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ بکواس کرتے ہیں کہ حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن تھے بلکہ یہ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یار تھے، دوست تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت

دلیل: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے جو حقیقت واضح ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری وقت تک ان کی حفاظت کی ہر ممکن کوششیں

کیں ۔ یہاں تک کہ اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کوتلواریں دے کران کے دروازہ پر کھڑا کردیا اور فرمایا کہ تمہارے ہوتے ہوئے کوئی دشمن، کوئی ظالم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب نہ جائے۔

(از کتاب: مقاماتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم صفحہ 337)

یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شہزادوں حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ تمہارے دروازہ پر پہرہ دینے کے باوجود امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے قتل ہو گئے اور غضب میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ پر طمانچہ مارا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر تھپڑ مارا اور محمد بن طلحہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ 113، ریاض النظرہ جلد دوم، از کتاب: مقاماتِ صحابہ صفحہ 338)

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قید ہوکر آنے والی سیدہ شہر بانو، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں:

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب الصافی شرح اصول کافی مرأۃ العقول شرح فروغ اوراس کے علاوہ تمام معتبر کتب میں موجود ہے اوراس واقعہ سے کسی کوبھی انکارنہیں ہے۔

دلیل: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا قید ہوکر آئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ شہزادی ہیں اوران کے لئے شہزادہ ہی ہونا چاہئے۔ چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کردیا گیا۔

معلوم ہوا کہ

اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کوغلط مانتے ہوتو پھر حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوبھی غلط ماننا پڑے گا اور اگر حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا غلط ہوئیں تو امام

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وعظمت پر حرف آئے گا لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حق پر ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کے لئے اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجا۔

دلیل: حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شدید بیمار ہو گئیں تو ان کی تیمارداری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی۔

ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہنے لگیں کہ مجھے ایک بات کی فکر ہے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا وہ کونسی؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کو چار پائی کے اوپر رکھ کے لے جایا جاتا ہے۔ جس سے سینہ کا ابھار ظاہر ہوتا ہے اور مجھے شرم وحیا کے باعث شدید پریشانی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم فکر نہ کرو میں تمہاری پریشانی دور کردوں گی۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لکڑیوں کے ٹکڑے بنا کر پنجرہ نما چیز بنائی جو آج کل عموماً جنازہ کے اوپر نظر آتی ہے یہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کاوش ہے۔

الغرض انہوں نے کہا کہ اس پر چادر ڈال دیں گے پس یہ کہنا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت خوشی کے عالم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہنے لگیں اب مجھے کوئی پریشانی نہیں۔

عقلی دلیل: اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے نفرت ہوتی تو وہ اپنی بیٹی کو کبھی ان کے گھر نہ بھیجتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نفرت ہوتی تو وہ بھی کبھی ان

کی بیٹی کو اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیتیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت کے درمیان آپس میں محبت تھی۔

محبت کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے

دلیل: شیعہ حضرات کی معتبر کتاب جلاء العیون مترجم جلد دوم صفحہ 48، سطر 14، میں یہ لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کے نام جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا دوسری بیبیوں کے بطن سے تھے ان کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے جو میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

روضہ رسول ﷺ جنت کا ٹکڑا ہے

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے حجرۂ مقدس اور منبر پاک کا درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 231، مقاماتِ صحابہ صفحہ 194)

اب شیعہ حضرات کی کتاب سے روضہ رسول ﷺ کو جنت کو ٹکڑا ثابت کرتے ہیں۔

دلیل: حضرت عبداللہ (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرے منبر کے پائے جنت میں ہیں۔ (فروغ کافی جلد اول صفحہ 585)

دونوں کتابوں سے یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا روضہ مبارک جنت کا باغ ہے تو پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس میں موجود حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی جنت کے باغ میں ہیں، اگر یہ غلط ہوتے تو کبھی محبوب خدا ﷺ کے ساتھ دفن نہ ہوتے۔

دشمن صحابہ بکواس کرتے ہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار آپس میں بہت محبت تھی، رہا مسئلہ اختلاف کا تو ہمیں ان بڑوں کے اختلاف میں زبان درازی کرنا سخت

گناہ اور کفر کی طرف لے جا سکتا ہے۔

شانِ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس قدر اعلیٰ ہے کہ اپنے تو اپنے دشمن صحابہ بھی ان کی حقانیت ماننے پر مجبور ہو گئے مگر افسوس آج کل کے دشمن صحابہ اس قدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نفرت میں اندھے ہو گئے ہیں کہ قرآن و حدیث میں شانِ صحابہ ہونے کے باوجود انکار کرتے ہیں۔

یہ یہاں تک کہ اپنے مجتہدین، اپنے علماء کی کتابوں کا بھی انکار کرتے ہیں مگر لوگ ایک بات بھول گئے ہیں کہ بغیر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت کے اہلبیت کی محبت پیدا ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہ اسلام کے ایسے دو بازو ہیں جن میں سے اگر ایک کا بھی انکار کیا جائے تو اسلام اور ایمان نامکمل رہتا ہے اگر دشمن صحابہ آنکھوں سے نفرت کی پٹی اتار کر ذرا سوچیں تو انہیں بھی یہ سمجھ میں آجائے گا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دے کر اہلبیت کی محبت کو مضبوط کرنے کا فارمولا جو ہم نے اپنایا ہے یہ گمراہی، کفر اور جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر ہم حضور علیہ السلام سے بے عیب محبت رکھیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت رکھیں، اہلبیت اطہار سے لگاؤ رکھیں، اولیاء کرام کی شان کو مانیں تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے پھر کوئی نفرت نہیں رہیں گی۔

اے میرے مولا عزوجل اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہمیں حضور ﷺ کی صحابہ کرام کی، اہلبیت کی، اولیاء کرام کی محبت میں زندہ رکھ اور اسی پر ہمیں موت دے۔

آمین ثم آمین!

بجاہ حبیبک سید المرسلین ﷺ

چراغ و مسجد و محراب و منبر

ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر

پہاڑوں کے برابر قرض سے نجات کا وظیفہ

ایک جمعۃ المبارک کے دن حضور سیدنا نبی اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: "اے معاذ! کیا وجہ ہے میں نے تمہیں نماز جمعۃ المبارک میں نہیں دیکھا؟ عرض کیا: (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میں نے ایک یہودی کا ایک اُوقیہ سونا قرض دینا تھا میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کے لئے نکلا تو یہودی نے مجھے روک لیا۔ حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وہ دُعائیہ کلمات نہ سکھاؤں کہ تو اُن کلمات سے دُعا کرے تو اگر صبیر پہاڑ جتنا بھی تم پر قرض ہوا تو اللہ (عزوجل) تمہاری طرف سے اَدا فرما دے گا۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پڑھو:-

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ؗ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؗ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ؗ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (آل عمران: ۲۷-۲۶)

اِن کے ساتھ یہ کلمات پڑھو: رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمُهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا ارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهِمَا عَنْ رَّحْمَةٍ مِّمَّنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَتَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَجِهَادًا فِيْ سَبِيْلِكَ.

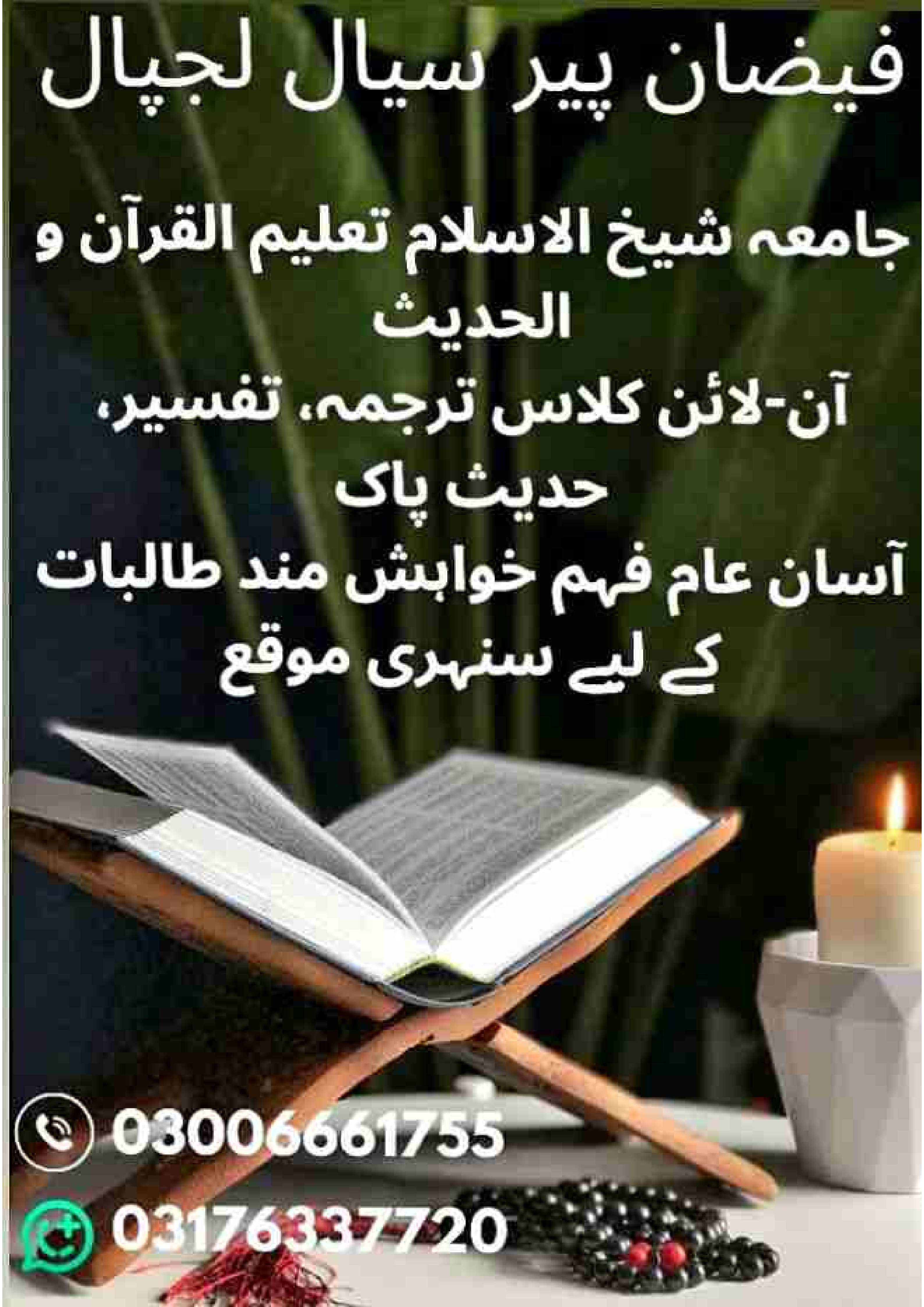
"آپ (ﷺ) فرمائیں! اے میرے اللہ (جلّ جلالک)! اے ملکوں کے مالک، تو جسے چاہے بادشاہی عطا فرما دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزّت دے اور جسے چاہے ذلت عطا فرمائے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل فرما دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل فرما دیتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا فرماتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا فرماتا ہے اور تو ہی جسے چاہتا ہے بے گنتی رزق عطا فرماتا ہے۔ اے دُنیا اور آخرت کے رحمان ورحیم اُن میں سے جو جسے تو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اُن میں سے جس سے جو چاہتا ہے روک لیتا ہے۔ مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے دوسروں سے غنی کر دے۔ مجھے فقر سے غنی کر دے میری طرف سے قرض اَدا فرما دے مجھے اپنی عبادت میں مصروف فرما دے اور اپنی راہ میں جہاد کی حالت میں موت عطا فرما"۔ (ہر نماز کے بعد پانچ (۵) بار پڑھیں۔ اوّل آخر تین تین بار درود شریف بھی پڑھیں)

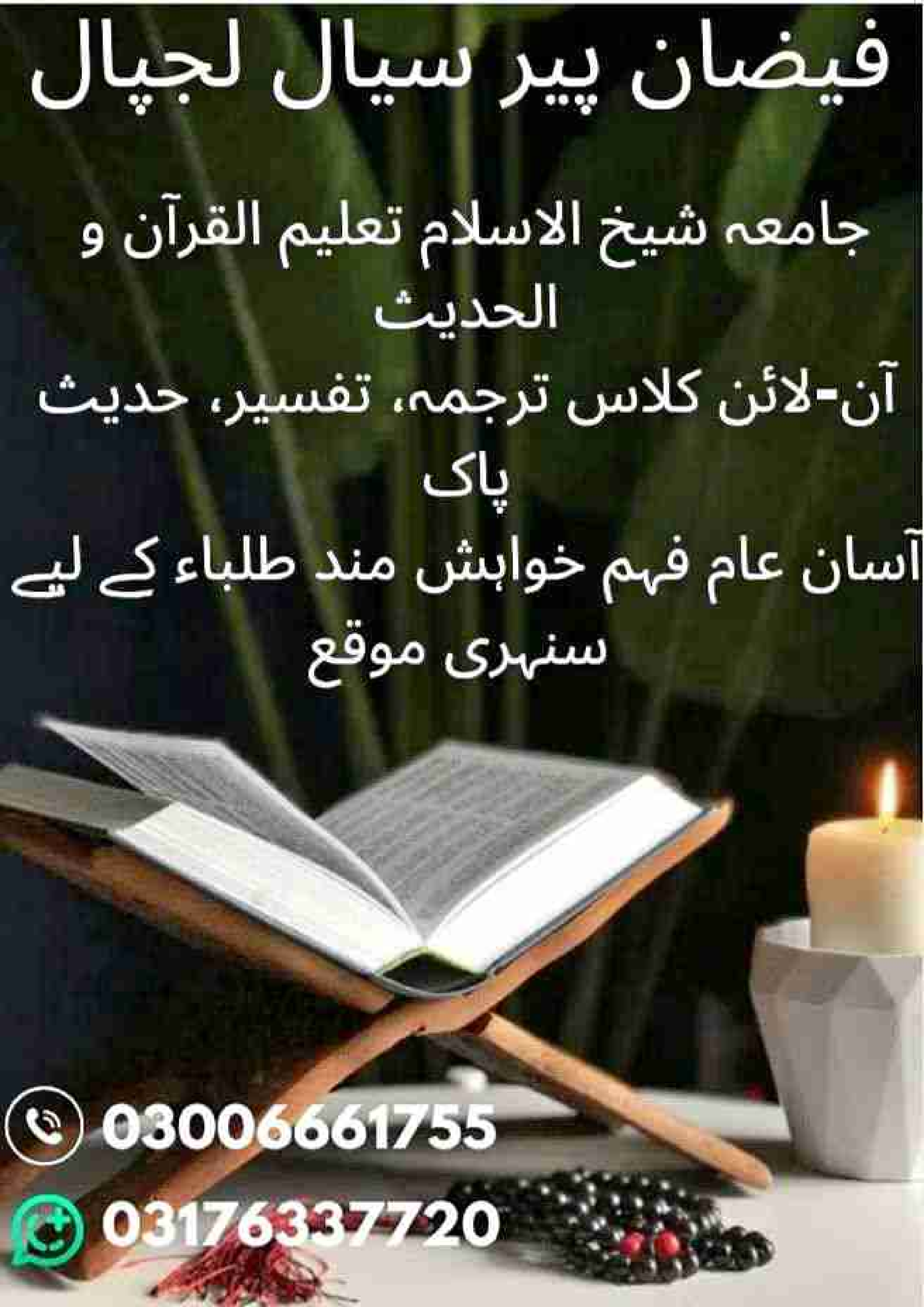
در منثور جلد ۲ ص ۱۷۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص نمبر ۶۱۵، مجمع الزوائد میں دعا من ... سواک تک ہے جلد ۱۰ ص ۱۸۶۔

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ (وصایا شریف ص ۳ از مولانا حسنین رضا)


فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و
الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر،
حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طالبات
کے لیے سنہری موقع
03006661755
03176337720


فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے سنہری موقع
03006661755
03176337720


فیضان پیر سیال لجپال
ہر کام
کے لیے
استخارہ
کروائیں
03006661755
03176337720

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ

آپ کہہ دیں کہ

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ

اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا

وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ

اور تمہارے گناہ بخش دے گا

وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اللہ تعالیٰ بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے

(۳۱)

(اٰلِ عِمْرٰنَ)